

ولایت کے دفاع میں فاطمہ زہراء کا کردار

<?xml encoding="UTF-8?">



ولایت کے دفاع میں فاطمہ زہراء کا کردار توقیر عباس

مقدمہ:

امامت و ولایت اسلام کے مہم ترین مسائل میں سے ایک ہے۔ اور اس موضوع پر بہت زیادہ مناظرات ہو چکے ہیں، حتیٰ متکلیں کہتے ہیں کہ جتنی اس مسئلہ میں تلوار چلی ہیں کسی اور مسئلہ میں نہیں چلی ما سل فی اسلام سیف کما سل فی الولایہ۔ (1) اور یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اکثر فرق اسلامی اسی مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے دجود میں آئے ہیں۔

اسلامی دستورات کے مطابق بالخصوص عند الشیعہ امامت و ولایت سے دفاع سب پر واجب ہے۔ کیونکہ امام رکن اسلام و عمود اسلام و بنیاد اسلام ہے، امام، زمام دین ہے، جیسا کہ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ، ان الامامة زمام الدین و نظام المسلمین الامام اس الاسلام النامی و فرعہ السامی (2) ایک اور روایت میں ہے کہ بنی الاسلام علی خمس الصلاه و الزکوة والحج و الصوم و الولایہ ولم تناد بشئ ما نودی بالولایہ اسلام کامہم ترین و روشن ترین رکن یہی ولایت و جانشینی پیامبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ یہ مسئلہ اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ پہلی مرتبہ جب پیامبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے خاندان والوں کو اکٹھا کیا تھا اور و اندر عشرتک الاقربین کے حکم پر عمل کرتے ہوئے انکو دعوت دی تھی تو وہاں پر اپنے خلیفہ اور جانشینی کے بارے میں گفتگو فرماتے ہیں اور آخری حج کے موقع پر بھی مقام غدیر خم میں اپنی جانشینی کے بارے گفتگو کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنا جانشین معرفی کراتے ہیں۔

رحلت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ابتدائی ایام میں سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ پیش آتا ہے، وہاں پر لوگ خلافت اور جانشینی پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے اختلاف کرتے ہیں، اسی معاملہ میں انصار و مہاجرین کے درمیان تنازع ہو جاتا ہے، اسی دوران عمر ابوبکر کی عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے بیعت کرتا ہے اور لوگ بھی اسکے بعد عمر کی اتباع کرتے ہوئے ابو بکر کی بیعت کرتے ہیں اور وہ تمام فرامین جو پیغمبر نے اپنی خلافت و جانشینی کے بارے ارشاد فرمائے تھے ان سب کو پاؤں کے نیچے پامال کر دیتے ہیں اور خود خلیفہ کا انتخاب کر دیتے ہیں۔ فقط اسی پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ وہ زمین جو پیامبر اسلام نے اپنی

بیٹی فاطمہ کو بہہ فرمائی تھی اس کو بھی غصہ کر لیتے ہیں اور سیدہ کے کارندوں کو اس سے نکال کر ان کی جگہ اپنے کارندے بھیج دیتے ہیں۔

ایسے حالات میں فاطمہ زہرا علیہا السلام جو کہ رسول اسلام کی بیٹی اور انکی تربیت و پرورش یافتہ تھیں، میدان میں حاضر ہوتی ہیں اور جس طریقہ سے بھی امامت اور اپنے امام وقت کا دفاع کر سکتی تھیں کیا اور ایک لمحہ بھی اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ایسا دفاع کیا کہ خود حضرت امیر المومنین ،فاطمہ زہراء کی شہادت کے دن یہ فرماتے ہیں ، خدا کی قسم پیغمبر نے مجھے فرمایا تھا کہ یا علی آئے دو پھولوں (حسنین شریفین) کے باپ دو رکن آپ سے بہت جلد جدا ہوجائیں گے فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ قال علی هذا احد رکنی الذی قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ فلما ماتت فاطمة علیہا السلام قال علی: هذا الرکن الثانی الذی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ۔ (3) فرمایا کہ میرا ایک رکن خود رسول گرامی کی ذات تھی اور دوسرا رکن یہ جناب زہرائِ ہین جو آج مجھ سے جدا ہو گئیں ، یہاں سے معلوم ہوتا ہے فاطمہ زہراء کتنا عظیم سہارا تھیں اور امیرالمومنین کیلئے کتنی عظمت کی مالک تھیں ، اسی طرح جس وقت سیدہ کو دفن کر چکے تو قبر رسول کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ یا رسول اللہ قل یا رسول اللہ! عن صفیتک صبری وعفا عن سیدہ النساء العالمین تجلدى... اما حزنی فسرمد و اما لیلی فمسہد (4) تیری بیٹی کے چلے جانے سے میرا صبر کم ہو گیا اب میں تنہا ہو گیا ہو میری طاقت چلی گئی، میرا غم و غصہ اب ابدی ہو گیا ہے اور میری راتیں اب بیداری میں کٹ جائیں گی جب فاطمہ ہوتی تو اس سے باتیں کرتا اور اپنے غموں کا ہاٹتا تھا اور اسکو تسلی دیتا تھا اب تو وہ بھی آپ کے پاس آگئی ہیں اب کس تو تسلی دوں گا ۔

اس مقالہ میں بتوفیق الہی اس امر کی تحقیق کریں گے کہ فاطمہ زہراء نے کن طریقوں سے ولایت کا دفاع کیا ہے اور کیسے دفاع کیا ہے۔ ان طریقوں کی مختصر توضیح دیں گے۔

یہ روشیں اور طریقے کسی ایک زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ فاطمہ زہراء س اسوہ کامل ہیں جیسا کہ بعض روایات میں یہ فرمایا گیا ہے تو اس لحاظ سے سب لوگ و خصوصا جن لوگوں کے دین اور آئین میں ولایت ہے وہ پیروی کر سکتے ہیں و ہر عصر میں ان روشوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ولایت کا دفاع کر سکتے ہیں اور جس طرح فاطمہ زہراء س نے ولایت و امامت کے دفاع میں کسی فرصت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا ، اسی طرح پیروان صدیقہ طاہرا بھی یہ کر سکتے ہیں اور ولایت کے دفاع کیلئے ہمیشہ میدان میں حاضر رہیں۔ اس تحقیق کے مطالعہ کے بعد پڑھنے والے پر یہ بات روشن ہو جائے گی کہ فاطمہ زہراء س کا ولایت کہ دفاع میں کیا کردار ہے اور آپ کی عظمت اور مظلومیت واضح ہو جائے گی ، اگر کوئی غیر شیعہ بھی اس مسئلہ کا مفصل مطالعہ کرے تو وہ پیامبر اسلام کے خاندان کی حقانیت کا اعتراف و غاصبین و ظالمین سے تبری کئے بغیر نہیں رہ سکے گا ۔ کیونکہ جب اس مسئلہ کی اہمیت روشن ہو جائے گی ، کہ یہ کتنا اہم مسئلہ ہے کہ جس کیلئے ہر حال میں ضروری ہے کہ میدان میں رہیں کسی حال میں اس میدان کو خالی نہ رکھیں حتی کہ اپنی جان بھی اسی راہ یعنی ولایت کے دفاع میں تسلیم کر دیں جس طرح جناب فاطمہ نے اپنے آپ کو اس دور میں خطرناک ترین میدان میں پہنچایا اور اپنے وظیفہ کو نہایت ہی احسن انداز میں انجام دیا اور اپنی جان اس راہ قربان کر دی اور یہی راستہ تمام پیروان ولایت و شیعیان کیلئے مشعل راہ ہے۔

کلیات و مفاهیم۔

بحث میں وارد ہونے سے پہلے ہم چند الفاظ مثل "دفاع" ولایت" و "سقیفہ" کے لغوی اور اصطلاحی معانی ذکر کرتے ہیں اسکے بعد بحث میں وارد ہوں گے ان شاء اللہ۔

دفاع: لفظ "دفاع" عربی زبان میں معمولاً دو معانی میں استعمال ہوا ہے اور یہی اسکے غالبی معانی ہیں "دفاع" کا ایک معنی ہے "دینا" اور یہ معنی اس وقت ہوتا ہے جب کلمہ "دفع" حرف جر "الی" "کیزریعے متعدی ہو مثلاً قرآن مجید میں ہے کہ "فادفعوا الیہم اموالہم" یعنی ان کو انکا مال دے دو ، اگر خود بخود متعدی ہو یا حرف "عن" کے ذریعے متعدی ہو تو اس صورت میں اسکا معنی "دور کرنا" اور "حمایت کرنا" ہوتا ہے مثلاً خدا قرآن میں فرماتا ہے **إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا** (5) کہ خدا متعال مومنین سے (مشکلات کو) دور کرتا ہے ، انکی حمایت کرتا ہے۔ اس تحقیق میں کلمہ "دفاع" دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی ولایت و امامت سے خطرات کو دور کرنا اور ولی برحق و امام وقت و خلیفہ بلا فصل کی حمایت کرنا اور مشکلات کو دور کرنا ۔ ولایت ۔ ولایت کے مختلف معانی ذکر کئے گئے ہیں ان میں سے ایک "حکومت" رہبری ، سلطنت ، ہے ۔ (6) اور اس تحقیق میں ہماری مراد ولایت سے یہی ہے کہ پیغمبر اسلام نے امیر المومنین کو خلیفہ نصب فرمایا تھا ، نہ صرف یہ کہ علی سے محبت کریں ۔

السَّقِيفَةُ: لغة: كل خشبة عريضة كاللوح، و حجر عريض يستطاع أن يُسَقَفَ به قتره أو غيرها

كل بناء سَقِفَتْ به صَفَّةٌ أو شَبَّهَهَا مما يكون بارزاً، السَّقِيفَةُ: الصَّفَّةُ، و منه سَقِيفَةُ بني سَاعِدَةَ . (7)

اسکا لغت میں معنی یہ لکھا گیا ہے کہ لکڑی کا ایک بڑا ٹکڑا کہ جسکے ذریعے چھت بنائی جا سکتی ہو اور ہر اس بلدنگ کو بھی کہتے ہیں جسکی چھت واضح اور آشکار ہو اور سقیفہ نبی ساعدہ بھی اسی وجہ سے مشہور ہے کہ دور سے اسکی چھت نظر آتی تھی۔

اصطلاحاً: یہ مدینہ میں ایک جگہ تھی جو قبیلہ بنی ساعدہ سے مربوط تھی قریش اس میں مشورہ کیلئے اکٹھے ہوتے تھے۔

اس تحقیق میں ہم ان شاء اللہ ان تین سوالوں کے جواب دیں گے۔

1. فاطمہ زہراء کا ولایت کے دفاع میں کیا کردار ہے ؟
2. غصب فدک و خلافت کا آپس میں کیا ربط ہے ؟ و غصب فدک کے علل و اسباب کیا ہیں ؟
3. فاطمہ زہراء نے ولایت کے دفاع میں کن طریقوں کو اپنایا ؟

فاطمہ زہراء کا ولایت کے دفاع میں کردار

سوال: فاطمہ زہراء کا ولایت کے دفاع میں کیا کردار ہے ؟

اس سوال کے جواب میں ہم اجمالاً عرض کریں گے کہ فاطمہ زہراء کہ رسول اسلام کی بیٹی ہیں ، اپنے عظیم خطبوں اور گران قدر اقوال میں فصیح اور بلیغ بیانات اور محکم اور متقن استدلال کے ذریعے ولایت کا دفاع کیا اور دفاع کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور کسی فرصت کو اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیا ، کسی جگہ امیر المومنین کی شخصی خصوصیات کو ذکر فرماتی ہیں (8) اور یہ ثابت کرتی ہیں کہ تم میں سے کوئی بھی اسکے برابر اور اسکے ہم پلہ نہیں ہے ، میرا شوہر امیر المومنین ہی تمہارے رسول کا بھائی ہے تم

مردوں میں اور کوئی رسول خدا کا بھائی نہیں ہے، (9) اور تم جو دعوے دار خلافت ہو نہ تو تمہارا ماضی اچھا ہے اور نہ قرآن مجید سے کچھ جانتے ہو اور نہ قضاوت سے کچھ جانتے ہو جب تم کچھ نہیں جانتے تو کیسے اپنے آپ کو مسند خلافت و جانشینی رسول خدا کا اہل سمجھتے ہو؟۔ (10)

جب فلسفہ احکام کو بیان فرماتی ہیں تو وہاں پر لوگوں کو مخاطب کر کے انکی توجہ کو امامت اور خلافت اہلبیت کی طرف مبذول کرتی ہیں فرماتی ہیں کہ **جعل الله اطاعتنا نظاما للمله** (11) خدا متعال نے ہماری اطاعت کو ملت و امت کیلئے نظام قرار دیا ہے کسی اور کی اطاعت کو نظام قرار نہیں دیا ، جو ملت بھی زندہ رہنا چاہتی ہے وہ مجبور ہے کہ ایک نظام کو انتاب کرے جو اس ملت پر حاکم ہو ، نظام کے یہاں پر وسیع معنی مراد ہیں، حکومت، وزارت خانہ، مدیریت، مقننہ، عدلیہ و مجریہ یہ تینوں قواں اور اسی طرح احکام کا ہر وقت سدور و اجراء یہ سب قانون کہلاتے ہیں، ملت جس نظام کا انتکاب کرتی ہے اس لئے کرتی ہے کہ اس کو جاری کیا جائے اور اس کے برابر تسلیم خم ہو جائیں تاکہ زندگی اسودہ طریقے سے گذر سکے، یہ قانون و نظام جیسا ہو گا لوگ ویسی ہی زندگی کریں گے اگر یہ قانون الہی ہو اور صالح ہو تو ہر جگہ صلاح ہی صلاح ہو گی اور اگر فاسد ہو تو ہر جگہ فساد ہی فساد ہو گا۔ (12)

اس کے بعد امامت و ولایت کو بیان فرماتی ہیں کہ خدا نے ہماری امامت کو تفرقہ و تقسیم سے بچنے کا ذریعہ قرار دیا ہے، **و امامتنا امانا للفرقه** (13)

اور اسی طرح اس بی بی دو عالم کے افعال بھی شاہد ہیں کہ بی بی نے کیسا دفاع کیا، مثلاً حکام وقت سے ناراضگی و قطع تعلقی، مطالبہ فدک و خطبہ فدکیہ اور اسی طرح بی بی کا رات کی تاریکی کے عالم میں دفن ہونا اور آج تک قبر کا مخفی ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ بی بی دو عالم نے دفاع ولایت میں کسی فرصت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیں حتیٰ اپنی جان بھی اسی راہ میں قربان کر دی۔ اب ہم بحث میں وارد ہوتے ہیں ، سب سے پہلے یہ بیان کریں گے کہ فدک کیا ہے ؟ اور کس طرح یہ جناب سیدہ کے ہاتھ میں آیا؟ اور پھر انہوں نے کیوں غصب کیا؟ فدک اور خلافت کے درمیان کیا ربط ہے؟

ارتباط بین خلافت و فدک۔

سب سے پہلے یہ جانیں کہ فدک ہے کیا؟ اس سوال کا جواب ہم مجمع البحرین سے نقل کرتے ہیں اور بھی کتب میں اسی طرح یا اس کے مضمون سے ملتا جلتا ذکر ہوا ہے۔

معنی لغوی:

(فدک) فَدَكَ بفتح الحاء: قرية من قرى اليهود بينها وبين مدينة النبي ص يومان. و بينها و بين خيبر دون مرحلة. و هي ما أفاء الله على رسوله*، منصرف و غير منصرف.

لغت کے اعتبار سے فدک یہود کی بستیوں میں سے ایک بستی تھا جو مدینہ سے دو دن کے فاصلے پر تھا اور خیبر کے نزدیک اور یہ وہی بستی ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو عطا کی تھی۔

اصطلاحی معنی:

وَ كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ص لَأَنَّهُ فَتَحَهَا هُوَ وَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع لَمْ يَكُنْ مَعَهُمَا أَحَدٌ فَرَزَالَ عَنْهَا حُكْمُ الْفَيِّءِ وَ لَزِمَهَا اسْمُ الْأَنْفَالِ. فَلَمَّا نَزَلَ فَآتَى ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ (14) أَيُّ أَعْطَى فَاطِمَةَ ع فَدَكَ، أَعْطَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ص إِيَّاهَا. وَ كَانَتْ فِي يَدِ فَاطِمَةَ ع إِلَى أَنْ تُؤْفَى رَسُولُ اللَّهِ ص. فَأُخِذَتْ مِنْ فَاطِمَةَ بِالْقَهْرِ وَ الْعَلْبَةِ. وَ قَدْ حَدَّثَهَا عَلِيُّ ع: حَدَّثَ مِنْهَا جَبَلٌ أَحَدٌ، وَ حَدَّثَ مِنْهَا عَرِيشٌ مِصْرَ، وَ حَدَّثَ مِنْهَا سَيْفُ الْبَحْرِ، وَ حَدَّثَ مِنْهَا دَوْمَةُ الْجَنْدَلِ يَغْنِي الْجَوْفَ. (15)

یہ مال رسول اللہ کا تھا کیونکہ اس کو رسول اللہ اور امیر المومنین نے فتح کیا تھا اور کوئی بھی ان کے ساتھ نہ تھا لہذا اس کو فی نہیں کہہ سکتے بلکہ اس پر انفال کا نام صادق آتا ہے اور جس وقت یہ آیہ مجیدہ نازل ہوئی کہ ذوالقربہ کو انکا حق عطا کر د یعنی فدک فاطمہ زہراء کو عطا کر دیں تو یہ مال یعنی فدک رسول اللہ نے جناب فاطمہ کو عطا کر دیا اور یہ اس طرح فاطمہ تک پہنچا اور جناب فاطمہ کے پاس ہی تھا کہ رسول اللہ کا انتقال ہو گیا، اس وقت اس فدک کو فاطمہ زہراء سے جبر اور زور کے بل بوتے پر غصب کیا گیا۔

امیر المومنین نے فدک کی حدود کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ اسکی ایک حد احد کا پہاڑ اور دوسرا سرا عرش مصر اور اور تیسری حد سیف البحر اور چوتھا سرا دومہ الجندل ہے۔

جب خلیفہ اول کی بیعت لی گئی تو اس نے پہلے تو خلافت کو غصب کیا اس کے بعد اس نے پہلا کام یہی کیا کہ جو مال رسول اللہ نے اپنی بیٹی جناب سیدہ زہراء کو بہ فرمایا تھا اسکو بھی غصب کر لیا ، فدک کا غصب کرنا کوئی سادہ مسئلہ نہیں تھا کہ جیسے بعض اوقاب نیم ملا کہتے ہیں کہ کجھور کے چند درخت تھے ، بلکہ حکومت کا اقتصاد کا مسئلہ تھا پس درحقیقت اس مسئلہ کو علیحدہ نہیں بلکہ اس وقت جو حوادث رونما ہوئے انہیں کے ساتھ بحث کی جائے کیونکہ یہ سب مسائل آپس میں مرتبط ہیں اور ایک سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں۔ (16)

علل غصب فدک:

فدک کو غصب کرنے کی مختلف اغراض و مقاصد تھے جن کو مختصر انداز میں ذکر کرتے ہیں۔

1. خلیفہ اول خلیفہ دوم کی تائیدات اور اسکی دھمکیوں کی وجہ سے تقریباً بزرگان صحابہ اور مدینہ کے رہنے والوں کو بیعت پر مجبور کر دیا تھا اور ان سے بیعت لے لی تھی صرف ایک خاندان رسول اللہ اور امیرالمومنین علیہ السلام تھا جو ان دھمکیوں کی وجہ سے خوفزدہ نہیں ہوا تھا اور بیعت نہیں کی تھی ۔

سقیفہ کی روداد کو اس طرح نقل کیا ہے ، کہ جب لوگوں نے خلیفہ اول کی بیعت کر لی فقط امیر المومنین علیہ السلام نے انکار کیا خلیفہ اول نے قنفذ کو امیر المومنین کی طرف بھیجا کہ علی سے کہو کہ خلیفہ رسول اللہ کی بیعت کر اور اس سے انکار نہ کر جب قنفذ نے یہ پیغام پہنچا دیا تو اس وقت امیر المومنین نے فرمایا : بہت جلد خدا اور رسول اللہ پر جھوٹ و افتراء باندھا ہے ، خدا کی قسم پیامبر خدا نے میرے علاوہ کسی اور کو خلافت کے لئے مقرر نہیں فرمایا، یہ سننا تھا کہ خلیفہ دوم کو غصہ آیا اور اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور چلا گیا۔ (17)

خلیفہ اول و دوم یہ تو جانتے تھے کہ علی کے گھر کو اور پیامبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاندان کو ڈرانے اور دھمکانے سے بیعت پر مجبور نہیں کیا جا سکتا تو اس وقت انہوں نے فدک کو غصب کر لیا اس کی

وجہ یہ تھی کہ فدک کی آمدن کوئی معمولی آمدن نہیں تھی اور جانتے تھے کہ اس وجہ سے علی و فاطمہ علیہما السلام خاموش نہیں بیٹھیں گے، تو جب وہ مطالبہ کریں گے تو ہم کہیں گے کہ اگر بیعت کی تو ہم فدک واپس کر دیں گے اور اس طرح وہ مجبور ہو کر بیعت کریں گے۔ (18)

2. خلیفہ وقت کو یہ تو معلوم تھا کہ فدک کی آمدن تقریباً ستر ہزار دینار یا اس سے بھی زیادہ ہے، اور یہ اہلبیت اور خاندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اقتصادی قوت و طاقت فراہم کرتا ہے اور ممکن ہے یہی اقتصادی طاقت انکی سیاسی قوت و رفتار پر اثر انداز ہو اور اس اقتصاد محکم کے ذریعے علی خلیفہ وقت کے خلاف قیام کرے اور اسکی حکومت کو ختم کر دے، اسی وجہ سے خلفہ اول و دوم نے خاندان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیاسی طاقت کو ختم کرنے کیلئے اور اسکو کمزور کرنے کیلئے فدک پر ہاتھ ڈالا۔

عمر گفت قال له عمر از الناس عبید الدنیا لا یریدون غیرھا فامنع عن علی و اهل بیتہ الخمس و ا لفیء و فدکا فان شیعته اذا علموا ذلک ترکوا علیا و اقبلو الیک رغبہ فی الدنیا و ایثارا و محاماہ علیھا۔ (19) خلیفہ دوم نے خلیفہ اول کو مشورہ دیتے ہوئے کہا: لوگ دنیا کے غلام ہیں، دنیا کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتے پس علی اور اسکی آل سے خمس و فئ اور فدک کو ممنوع کر دے جب شیعیان علی کو اسکا پتہ چلے گا کہ اسب علی کے ہاتھ میں کچھ نہیں تو علی کو چھوڑ دیں گے اور اور تیری طرف رخ کر لیں گے اور تیرے حامی و ناصر اور جانثار بن جائیں گے۔

فدک کا علی اور خاندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہنے سے حکومت اور ولایت اہلبیت کے لئے بہت سارے امکانات فراہم کرتا جس طرح جناب خدیجہ کی دولت اسلام کی مددگار اور اسکی پیشرفت کا سبب بنی حالانکہ اس وقت آغاز رسالت پیامبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔

پوری دنیا میں یہی رسم و رواج ہے کہ جب کوئی بڑا شخص یا ملک کسی شخص یا ملک سے اسکی سیاسی قدرت کو چھیننا چاہتے ہیں اور اسکو اپنی راہ بے ہٹانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے انکا اقتصادی محاصرہ کرتے ہیں تاریخ اسلام میں شعبیہ ابی طالب میں مسلمانوں کا اقتصادی محاصرہ ذکر ہے جو مشرکین مکہ کی طرف سے کیا گیا تھا (20)۔ و سورہ مبارکہ منافقین میں اس آیت مجیدہمین بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِیْنَةِ لَنُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ؛ (21) اگر شہر میں واپس چلے جائیں تو جو قدرتمند ہیں و ناداروں کو نکال دیں گے۔

اسکی وجہ یہ ہے جو شخص فقیر و نادار ہوتا ہے اسکی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور ایسا شخص روٹی کپڑے کی فکر میں رہتا ہے اور ہمیشہ انہیں کو تہیہ کرنے کیلئے کام میں لگا رہتا ہے اور اسکو سیاسی کاموں کیلئے وقت ہی نہیں ملتا کہ کوئی سیاسی سرگرمی انجام دے سکے اور کسی کے مقابلے کیلئے آمادہ ہوسکے۔ (22)

3. ایک سبب یہ بھی ہے کہ اگر فدک کو واپس کر دیتے اس وجہ سے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کو بہہ کیا تھا تو اس طرح مسئلہ خلافت کے لئے راہ ہموار ہو جاتی کہ اس کا بھی ان سے تقاضا و مطالبہ کرے اور اس نکتہ کو اہل سنت کے معروف و مشہور عالم دین جناب ابن ابی الحدید نے اپنی ارشمنہ کتان شرح نہج البلاغہ میں اس طرح منعکس کیا ہے۔

ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ میں نے اپنے استاد سے سوال کیا کہ آیا فاطمہ زہراء فدک کی مالکیت کے دعویٰ میں صادق تھیں؟

تو استاد نے جواب میں کہا جی ہاں صادق تھیں۔

پھر میں نے پوچھا کہ جب صادق تھیں تو خلیفہ اول نے کیوں واپس نہیں کیا؟

تو استاد محترم کہنے لگے: لَوْ اَعْطَاهَا الْيَوْمَ فَدَكًا بِمَجَرَّدِ دَعْوَاهَا لَجَاءَتْ اِلَيْهِ عَدَاً وَ ادَّعَتْ لِزَوْجِهَا الْخِلَافَةَ وَ زَحَزَحَتْهُ مِنْ مَكَانِهِ، وَ لَمْ يُمَكِّنْهُ الْاَعْتِذَاراً وَ الْمُدَافِعَةَ بِشَيْ لَانَّهُ يَكُونُ قَدْ اسْجَلَ عَلَى نَفْسِهِ بِاَنَّهَا صَادِقَةٌ فِيمَا تَدَّعِيهِ، كَاثِناً مَا كَانَ، مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ اِلَى بَيِّنَةٍ؛ اگر خلیفہ اول اس دن فدک کی مالکیت کے دعویٰ کی بنا پر فاطمہ زہراء کو واپس کر دیتا تو جناب فاطمہ دوسرے دن اسکے پاس آتیں اور اپنے شوہر امیر المومنین کے لئے خلافت کا دعویٰ کرتیں اور خلیفہ اول کو مسند خلافت سے ہٹا دیتیں اور اس وقت خلیفہ اور کے پاس مسند نہ چھوڑنے کا کوئی بہانہ و عذر نہ رہتا اور نہ ہی مسند پر بیٹھنے کا کوئی استدلال و دفاع کرتا کیونکہ وہ پہلے دن یہ بات قبول کر چکا ہوتا کہ فاطمہ زہراء جو بھی کہے اس میں صادق ہے اور اسکو گواہوں اور بینہ کی جرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ اگرچہ ہمارے استاد نے یہ بات مذاق میں کہی ہے لیکن یہ ایک واقعیت اور حقیقت ہے۔ (23)

اہل سنت کے ان دو دانشمندوں کا اعتراف اس بات کا زندہ شاہد ہے کہ غصب فدک صرف جنبہ مالی کی وجہ سے نہیں بلکہ پس پردہ سیاسی مقاصد و مفادات تھے جس کی خاطر انہوں نے اس عظیم اور بہہ کئے ہوئے باگ سے فاطمہ زہراء کے مقرر کئے گئے افراد کو نکال دیا اور اپنے تصرف میں لے لیا۔ یہاں تک کہ یہ بات روشن ہو گئی ہو گی کہ فدک کیا تھا اور کس طرح جناب فاطمہ زہراء کے ہاتھ میں آیا اور غاصبین نے کیوں غصب کیا اور اسکے علل و اسباب کیا تھے۔ اب ہم ان بی بی دو عالم کے اقوال کو نقل کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اقوال کے ذریعے جناب سیدہ نے کس طرح ولایت کا دفاع کیا۔

اقوال فاطمہ زہرا علیہا السلام میں ولایت کا دفاع .

جناب فاطمہ نے مختلف طریقوں سے جانشین رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا لوگوں کو تعارف کرایا اور اس پیغام کو پہنچایا کہ یہی کنایہ کی زبان میں جناب امیر المومنین کا تعارف کراتیں اور کہتیں کہ کوئی بھی انکی مثل نہیں ہے امیر المومنین کی خصوصیات کو ذکر کرتیں اور آپ کے فضائل کو بیان فرماتیں اور ایسے فضائل بیان فرماتیں جن کو مد مقابل اور دشمن بھی رد نہیں کرتا تھا بلکہ ان فضائل کو قبول کرتا، ان فضائل اور صفات کو بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے احساسات کو بیدار کریں کیونکہ قیام کا اصلی محرک یہی احساسات کا بیدار کرنا ہی ہے۔ (24) جناب فاطمہ کی ساری کوشش یہ تھی کہ لوگوں کو اس خطا اور اشتباہ سے آگاہ کریں جس میں سب پڑ گئے تھے، آپ چاہتی تھیں کہ لوگوں کو سمجھائیں کہ اگر جانشین پیغمبر کا انتخاب بھی کرنا ہے تو انتخاب کا بھی معیار صحیح ہونا چاہئے اسی لئے اپنی گفتگو کا آغاز ایسے کیا کہ لوگوں کے احساس بھی بیدار ہوں اور وہ احساس مسئولیت بھی کریں۔ (25)

ممکن ہے جناب فاطمہ زہراء کے اقوال کو ہم اس طرح تقسیم کریں۔
خود امامت اور ولایت کے بارے فرامین۔

مولا امیر المومنین کے فضائل و قصائد کے فرامین۔

یار و انصار کی سستی اور انکی سرزنش کے بارے اقوال۔

خلافت کے غصب کئے جانے کے بارے میں اقوال۔

خود امامت و ولایت کے بارے فرامین۔

1 مثل امام مثل کعبہ ہے ۔

حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا: **مَثَلُ الْإِمَامِ مَثَلُ الْكَعْبَةِ إِذْ تُؤْتَى وَ لَا تَأْتِي؛** (26) امام کی مثال کعبہ کی ہے، کہ لوگ طواف کرنے کیلئے کعبہ کے پاس آئیں اور آتے ہیں کعبہ کسی کی طرف نہیں جاتا ۔ اس حدیث شریف کا جانب سیدہ نے اس شخص کے جواب میں فرمایا جس نے یہ اعتراض کیا تھا کہ اگر امیر المومنین حق پر تھے و خلیفہ اول نے انکے حق کو غصب کیا تھا تو امیر المومنین نے اپنے حق کا دفاع کیوں نہیں کیا اور قیام کیوں نہیں فرمایا؟ تو جناب سیدہ نے فرمایا کہ امام کی مثال کعبہ کی ہے کہ حجاج کرام طوف کیلئے خود کعبہ کے پاس آتے ہیں کعبہ کسی کی طرف نہیں جاتا یہاں بھی لوگ آتے امیر المومنین کی بیعت کرنے نہ یہ کہ امام جاتے ، لوگ امیر المومنین کے پاس نہیں آتے اور راہ کو بھی گم کر بیٹھے۔

2. امام پیغمبروں کا وارث ہوتا ہے۔

فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا : **نَحْنُ وَسَيْلَتُهُ فِي خَلْقِهِ وَ نَحْنُ خَاصَّتُهُ وَ مَحَلُّ قُدْسِهِ وَ نَحْنُ حُجَّتُهُ فِي غَيْبِهِ وَ نَحْنُ وَرَثَةُ أَنْبِيَائِهِ؛** (27) ہم اہلبیت ہی ہیں جو اللہ اور اسکی مخلوق کے درمیان وسیلہ ہیں خدا متعال کے منتخب شدہ اور پاکیزہ افراد ہیں ، خدا کی حجت ہیں اور اسکی انبیاء کے وارث ہم اہلبیت ہی ہیں۔ اس اوپر والی حدیث میں جناب سیدہ نے امامت کے چار وظیفوں کو اور ذمہ داریوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے ، ایک یہ کہ امام خالق اور اسکی مخلوق کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے، دوسرا یہ کہ امام خدا کا منتخب نمائندہ ہوتا ہے، تیسرا یہ کہ امام زمین پر اللہ کی طرف سے حجت ہوتا ہے اور آکری یہ کہ اسکی انبیاء کا وارث ہوتا ہے جیسا کہ زیارات میں ہم یہی پڑھتے ہیں خصوصا زیارت وارث میں کہ السلام علیک یا وارث آدم صفوة اللہ..... جس شخص کو لوگوں نے انتخاب کیا تھا اس میں مذکورہ صفات میں کوئی ایک صفت بھی نہیں تھی، جناب سیدہ یہ بات واضح کر رہی ہیں کہ اگر جانشین خود ہی انتخاب کرنا ہے تو اسکی لئے بھی معیار و ملاک صحیح ہونا چاہئے۔

3. امام امت کیلئے نظم و اتحاد کا سبب ہوتا ہے

حضرت زہرا علیہا السلام نے اپنے فصیح و بلیغ خطبہ میں فرمایا : **فَجَعَلَ اللَّهُ... طَاعَتَنَا نِظَامًا لِلْمِلَّةِ وَ إِمَامَتَنَا أَمَانًا لِلْفِرْقَةِ؛** (28) خداوند متعال ہماری (اہل بیت) کی پیروی کو امت اسلامی کا نظام قرار دیا ہے ، اور ہماری ولایت و امامت کو عامل وحدت قرار دیا ہے اسی کو سبب بنایا ہے کہ امت اسلام فرقوں میں تقسیم نہ ہو ۔ ایک اور مقام پر اس عامل وحدت یعنی امامت و ولایت کی طرف اشارہ کر کے فرماتی ہیں : **أَمَّا وَ اللَّهُ لَوْ تَزَكُّوا الْحَقَّ عَلَى أَهْلِهِ وَ اتَّبَعُوا عِترَةَ نَبِيِّهِ لَمَا اخْتَلَفَ فِي اللَّهِ اثْنَانِ؛** (29) خدا کی قسم اگر لوگ حق امامت کو اسکی اہل کو دے دیتے اور عترت رسول خدا کی اطاعت کرتے تو خدا کے بارے (اور اسکی احکام) کے بارے اس عالم میں دو افراد بھی اختلاف نہ کرتے ۔

یہ حدیث شریف یہ بیان کرتی ہے امامت امام برحق صرف امت کی اجتماعی و سیاسی وحدت کا سبب ہے بلکہ امت اسلام کی اعتقادی و عقیدتی وحدت کا سبب بھی ہے، ائے کاش امامت کو امام برحق کے پاس رہنے دیتے تو بشریت بالعموم اور امت اسلام بالخصوص اس سعادت سے محروم نہ ہوتی۔

فاطمہ زہراء کے اقوال جن میں فضائل امیر المومنین بیان فرمائے .

1. علی میرا بہترین خلیفہ ہے.

حضرت زہرا علیہا السلام نے اپنے والد محترم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے فرمایا : **عَلِيٌّ خَيْرٌ مِنْ أَخْلَفِهِ فَيْكُمْ؛** (30) علی سب سے بہتر ہے جسکو میں تمہارے درمیان جانشین بنا کر جا رہا ہوں۔

اس حدیث میں پیغمبر اکرم نے اپنے جانشین کی تصریح فرمائی کہ وہ علی ہیں اور تم میں سب سے بہتر ہیں ، لہذا کہیں اور میرا جانشین تلاش نہ کرنا۔ یہ حدیث بھی جناب سیدہ نے اس شخص کے جواب میں تلاوت کی جس نے جناب سیدہ سے تقاضا کیا کہ آیا پیغمبر اکرم نے غدیر کے علاوہ کسی اور جگہ اور کسی اور حدیث میں اپنی جانشینی کا اعلان کیا ہے یا نہ؟ تو جناب سیدہ نے فرمایا کہ ہاں بہت سارے مقامات پر اپنی جانشینی کے بارے فرمایا ہے من جملہ یہ حدیث بھی اپنی جانشینی کے متعلق ہے۔

2. علی رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بھائی ہے .

خطبہ فدکیہ میں جب آپ نے بابا کی معرفی کراتی ہے تو امیر المومنین کی بیوی پہچان کراتی ہیں ، کہ اگر میرے بابا کو جانتے ہو تو میرے شوہر امیر المومنین کو بھی پہچانو فرمایا: **اِخَا ابْنِ عَمِي دُونَ رَجَالِكُمْ** (31) میرا شوہر رسول اللہ اور میرے والد کا بھائی ہے کسی اور کا بھائی نہیں۔

"یہ بات تو واضح ہے کہ اگر کوئی کسی کے چچا کا بیٹا ہو ، دوسرے طرف والا بھی اس کے چچا کا ہی بیٹا ہو گا، لیکن فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا یہاں پر امیر المومنین کو رسول اللہ کا بھائی معرفی کرا رہی ہیں ، اس نسبت دینے کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان یہ تو جانتے تھے کہ پیغمبر اسلام نے جب مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارا ایجاد کیا تو امیر المومنین اور اپنے درمیان صیغہ اخوت پڑھا اس کے بعد علی امیر المومنین رسول اللہ کا بھائی معروف ہو گئے ، اس خطبہ دینے کا مقصد و ہدف در حقیقت امیر المومنین کی امامت و ولایت کا اثبات کرنا ہے اور یہ اشارات در حقیقت اسی مقصود کیلئے **براعت استہلال** (32) کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (33)

3. شجاعت امام علی.

فاطمہ زہراء نے امیر المومنین کی شجاعت کے بارے خطبہ فدکیہ میں فرمایا: **قَذَفَ أَخَاهُ فِي لَهَوَاتِهَا فَلَا يَنْكُفِي حَتَّى يَطْأَ صِمَاخَهَا بِاصْمَخِهِ وَ يَخْمَدُ لَهْبَهَا بِسَيْفِهِ** پیامبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے بھائی علی کو فتنوں کے درمیان اور ان درندوں کے منہ میں ڈال دیتے اور امیر المومنین مشرکین کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتے جب تک ان کے بڑوں کو اپنے پاؤں کے نیچے روند نہ ڈالتے ، انکی بھڑکتی آگ کو امیر المومنین اپنی تلوار سے خاموش کرتے۔ (34)

4. عبادت امير المومنين با زبان صديقه طاهره.

جناب سیدہ نے امیر المومنین کی عبادت کے بارے فرمایا : مکدوداً فی ذات اللّٰه، و مجتهداً فی أمر اللّٰه، قریباً من رسول اللّٰه سیّد أولیاء اللّٰه.... لاتأخذه فی اللّٰه لومة لائم (35) ۔ علی خدا مین راہ میں سخت کوشش کرنے والے اور اسکے معاملات میں بھی نہایت جدوجہد کرنے والے ، رسول اللہ کے قریب اور اوصیاء الہی کے سید و سردار و آقا ہیں۔۔۔۔۔۔راہ خدا میں کسی کی ملامت و سرزنش کرنے والے ملامت و سرزنش کی پرواہ نہیں کرتے ، اس حدیث کا ہدف و مقصد لوگوں کو بیدار کرنا ہے کہ جان لو خلیفہ رسول کو رسول اللہ کے ساتھ کچھ مناسبت ہونی چاہئے ، علی پیغمبر کا بھائی ہے علی کو بہادری اور عبادت میں دیکھو ، سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا یہی علی ہی ہیں و خلافت کا اہل وہی ہے جو اس طرح ہو۔

فاطمہ زہراء کے اصحاب و انصار کی سستی کے بارے فرامین۔

فاطمہ زہراء نے مہاجرین اور انصار کی خواتین کو خطاب کر کے فرمایا: **فَقَبِحًا لِفُلُولِ الْحَدِّ وَ خَوْرِ الْقَنَاةِ وَ خَطْلِ الرَّأْيِ** (36) کتنے برے ہیں وہ مرد جن میں مردوں والی صفات نہیں جنکی تلوار کی تیز نوک کند اور ٹوٹ گئی ہے اور نیزہ اب بیکار ہو گیا ہے کہ کسی کام کا نہیں۔ (37)

و ما الَّذِي نَقَمُوا مِنْ أَبِي الْحَسَنِ نَقَمُوا مِنْهُ وَاللَّهُ نَكِيرٌ سِيفُهُ...؛ کیا چیز سبب بنی ہے کہ امیر المومنین کی عیب تراشی کریں اور اس سے انتقام لیں، خدا کی قسم انہوں نے امیر امومنین کی عیب تراشی اور انتقام لیا اس لئے کہ علی کی تلوار اپنے اور غرک بہادر اور بزدل کو نہیں جانتی تھی بلکہ جو بھی دشمن خدا ہوتا اسکو قتل کر دیتی تھی۔ (38)

اپنے معروف خطبہ جو مسجد میں دیا تھا اس کے ایک حصہ میں انصار کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں: یا معاشر الفتیہ و أعضاء الملة، و أنصار الاسلام، ما هذه الغمیزة فی حقّی، و السّنة عن ظلامتی، اما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ أبی یقول المرء یحفظ فی ولده.. و لکم طاقة بما أحاول، و قوّة علی ما أطلب و أزال.

(39) ائے ملت کے بہادر جوانو، ائے ملت کے بازو و اسلام کے مددگار یہ ہمارے حق میں غفلت اور سستی کیوں اپنا رکھی ہے، اور میرے حق طلب کرنے میں کیوں آسانی سے کام لے رہے ہو؟ آیا میرے بابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہیں فرمایا تھا کہ مرد کی عزت و حرمت کا اسکی اولاد کے بارے خیال رکھا جائے اور اسکی حفاظت کی جائے۔ کتنے جلدی برے اعمال کے مرتکب ہو گئے ہو اور تم نے بہت جلد صراط مستقیم و راہ ہدایت و ترک کر دیا ہے اور راہ ضلالت پر قدم رکھ لیا ہے در حالانکہ تم میں قدرت اور طاقت ہے کہ ہم جو مطالبہ کر رہے ہیں ہمارا حق ہم کو لیکر دے سکتے ہو اور ہماری مدد کر سکتے ہو۔

ایک اور خطبہ جس میں عہد توڑنے والوں اور لوگوں کی سستی اور کاہلی کی ملامت کی اس میں فرماتی ہیں :

معاشر الناس المسرعة الى قيل الباطل، المضية على الفعل القبيح الخاسر أفلا يتدبرون القرآن أم على قلوب

أَقْفَالُهَا؛ (40) آئے وہ لوگو جنہوں نے باطل و آواز لیبیک کہنے میں بہت جلدی کی ہے، اور بد اور برے اعمال اور ایسے اعمال جن میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے اس پر خاموش ہو، گویا کچھ ہوا ہی نہیں! قرآن میں کیوں غور و فکر نہیں کرتے آیا آپکے دلوں پر تالے لگائے جا چکے ہیں، نہیں بلکہ یہ آپکے برے اعمال ہیں جنہوں نے آپکے دلوں پر پردہ ڈال دیا ہے اور آپکے کانوں اور آنکھوں سے سننے اور دیکھنے کی طاقت کو سلب کر لیا ہے، اسلام کی کتنی

بد تاویل کی ہے اور آپ کتنی بری اور بد رائے اور نظر کے مالک ہیں، اور کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے! یقیناً اس غلطی اور خطا کا انجام نہایت سخت پاو گے اس دن جب آپکے دل و کان و آنکھ سے پردہ اٹھایا جائے گا اور ان اعمال کی سزا اور وہ عذاب جو خدا نے آپکے لئے آمادہ کیا ہے جسکا آپ کو گمان ہی نہیں ، ظاہر ہو گا اور اس دن جنہوں نے باطل کی پیروی کی ہو گی خسارہ میں ہوں گے

خلافت کا اسکے اہل سے غصب ہونے کے بارے اقوال۔

حضرت زہرا علیہا السلام اس خطبہ میں جو انہوں نے مہاج اور انصار کی خواتین کے درمیان پڑھا اس میں فرماتی ہیں : **وَيَحْتَمِلُ عَنْ رِوَايَةِ الرَّسَالَةِ وَ قَوَاعِدِ النَّبَوَّةِ وَ الدَّلَالَةِ وَ مَهَبِطِ الرُّوحِ الْأَمِينِ .(41)؛** ویل اور بدبختی ہو ان پر ! کیون خلافت کو رسالت کے مرکز سے و اساس نبوت و رہنما سے اور جبرئیل امین کی نزول کی جگہ سے باہر لے گئے ہیں ؟ رسول اللہ نے خلافت کے لئے علی کو مقرر فرمایا تھا حضرت زہرا علیہا السلام نے فرمایا: **علی خیر من اخلفه** ،(42) کہ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ علی تم میں سب سے بہتر ہیں جسکو میں خلیفہ بنا رہا ہوں ، اور اسی طرح امیر المومنین علیہ السلام بھی قنغذ کو فرماتے ہیں : کیوں خدا اور اسکے رسول پر جھوٹ باندھا ہے ، رسول اللہ نے میرے علاوہ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا ہے۔ (43) حضرت ام سلمیٰ ب جناب زہراء کی عیادت اور احوال پرسی کیلئے تشریف لائیں اور : **کیف أصبحت وہاں** فرمایا: **أصبحت بین کمدٍ و کربٍ فقد النبی و ظلم الوصیٰ هتک و اللہ حجابہ من أصبحت إمامتہ مقتضبة علی غیر ما شرع اللہ فی التّنزیل و سنّہا النّبی فی التّأویل** (44) میں نے صبح کی ہے حالانکہ اپنے آپ کو دو سخت ترین غموں میں پایا ۔

1. میرا جگر اپنے باا کی جدائی کی وجہ سے خون بن گیا ہے۔
 2. اور میرا دل اس ظلم پر جو رسول اللہ کے وصی کے ساتھ کیا گیا نہایت غمگین و غصہ میں ہے خدا کی قسم امیر المومنین علی علیہ السلام کی توبین کی گئی آپ نے صبح کی در حالانکہ خلافت و لوٹ گئی اور کتاب خدا اور سنت رسول کے خلاف رفتار اپنائی ہے اور میرا دل اس ظلم پر جو رسول اللہ کے وصی کے ساتھ ہوا ہے اس پر جل چکا ہے ، خدا کی قسم امیر المومنین کی عزت و حرمت کو پائمال کیا گیا ، امیر المومنین علیہ السلام صبح کو بیدار ہوئے کہ خلافت و امامت کو چھین لیا گیتا تھا، اور انہوں نے قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت کے مخالف راہ کو اپنا یا۔ (45)
- جب انہوں نے جناب زہراء سلام اللہ علیہا کے گھر پر حملہ کیا تو رسول اللہ کی بیٹی لوگوں کو دروازے کے پیچھے سے ان الفاظ کے ساتھ مخاطب ہوئیں: **لا عهد لی بقومٍ حضروا اسوء محضراً منکم...لم تستأمرونا و لم تردّوا لنا حقّاً کأنّکم لم تعلموا ما قال یوم غدیر خمّ؛** (46) میں سے بد تر قوم کو نہیں جانتی جو آپ جیسا سلوک کرے ہم سے حکم نہیں لیا اور ہمارے حق کو واپس نہیں پلٹایا گویا کہ آپ رسول اللہ کے غدیر خم والے فرمان کو جانتے ہی نہیں ہو (کہ وہاں پر رسول اللہ نے ہماری خلافت و امامت کا اعلان فرمایا تھا)۔
- محمود بن لبید کہتا ہے کہ رسول اللہ کہ رحلت کے بعد جناب زہراء سلام اللہ علیہا ہمیشہ شہداء احد کی مزارات پر اور بالخصوص جناب حمزہ کی مزار پر آئیں اور گریہ فرماتیں ، ایک سن میں بھی جناب حمزہ کی مزار پر گیا تو جناب زہراء کو وہاں پر روتے ہوئے پایا ، جیسے ہی جناب سیدہ نے رونا بند کیا تو جلدی سے ان کے پاس گیا اور عرض کی آئے بہشتی خواتین کی سردار خدا کی قسم آپ کے رونے نے میرے دل کر ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جناب سیدہ نے جواب میں فرمایا اے ابو عمر مجھے حق ہے کہ میں گریہ کروں کیونکہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے باپ کا غم مجھے ملا ہے اور مجھے جناب رسول اللہ کے دیدار کا کتنا شوق ہے !
اس کے بعد یہ اشعار پڑھے :

کسی کے دنیا کے چلے جانے کے بعد جتنا وقت گزرتا جائے گا اس کا نام اور یاد کم ہوتا جاتا ہے
لیکن خدا کی قسم میرے بابا کے چلے جانے کے بعد ان کا نام اور اسکی یاد پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے

محمود کہتا ہے میں نے عرض کیا اے میری سردار میں چاہتا ہوں کیا آپ سے ایک سوال پوچھوں جس نے میرے
دل کو ہمیشہ مشغول کر رکھا ہے . تو جناب زہرا نے فرمایا پوچھو، تو میں نے عرض کیا آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اپنی رحلت سے پہلے علی کی امامت کے بارے میں کچھ خاص ارشاد فرمایا تو جناب سیدہ نے
فرمایا تعجب ہے کیا آپ نے غدیر خم کے واقعے کو فراموش کر دیا ہے . تو میں نے عرض کیا کہ نہیں میں غدیر
خم کو بھولا نہیں ہوں ، لیکن میں چاہتا ہوں کہ رسول اللہ نے اگر کوئی خاص راز امامت علی کے بارے میں بیان
فرمایا ہے تو وہ آپ سے سنو، تو اس کے جواب میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: میں خدا کو گواہ بنا
کر کہتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ علی تم سب سے افضل ہیں جس کو میں
تمہارے درمیان اپنا جانشین اور خلیفہ قرار دے رہا ہوں وہ میرے بعد میرا خلیفہ اور جانشین ہے اور ان کے بعد
میرے بیٹے حسن اور حسین اور جناب حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے نو فرزند امام ہیں جو پاک و
پاکیزہ ہیں اگر ان کی اطاعت کرو گے تو ان کی رہنمائی میں آپ ہدایت پا لو گے اور اگر مخالفت کرو گے تو قیامت
تک اختلاف اور تفرقہ میں پڑے رہو گے اور یہ عذاب تم سے اٹھایا نہیں جائے گا. (47)

طلحہ کی بیٹی عائشہ کے جواب میں جناب زہرا نے فرمایا جب اس نے جناب زہرا کو گریہ کرتے ہوئے دیکھا اور
پوچھا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ اتنا کیوں روتی ہیں، تو جناب زہرا نے فرمایا: مجھ سے اس غم کے بارے
میں پوچھتی ہیں جو جب پورے عالم پر پھیل چکا ہے اس کی گرد و غبار آسمان تک چلی گئی ہے اور اس کی
تاریکی نے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، قبیلہ تیم جو کے ابوبکر کا قبیلہ تھا پست ترین قبیلوں میں سے
تھا اور عدی جو عمر کا قبیلہ ہے ظالم ترین قبیلے سے تھا انہوں نے علی کے اوپر ظلم و ستم کیے اس میدان
میں انہوں نے آپس میں مقابلہ کیا کہ علی پر سبقت لے جائیں لیکن جب سبقت نہ لے سکے تو تو علی علیہ
الصلاۃ والسلام کے خلاف بغض اور کینے کو دلوں میں چھپائے رکھا اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
وفات کے بعد اس کینہ کو ظاہر کیا اور علی کے اوپر ظلم کو جائز سمجھا. (48)

جناب زہرا سلام اللہ علیہا کہ ان اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو خلافت کے غصب ہونے کا کتنا دکھ تھا اور
لوگوں کو اس طرح کے واضح کلمات سے ولایت کی طرف متوجہ کرتی تھیں اور ان کے احساسات کو بیدار کرتی
تھی.

ولایت کے دفاع کے متعلق جناب زہرا کے افعال

۱۔ گریہ سے استفادہ

جناب زہرا سلام اللہ علیہا اپنے بابا کے چلے جانے کے بعد بہت گریہ فرماتی تھیں یہاں تک کہ مدینہ کے بڑے بڑے
لوگ امیرالمومنین کے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ کی بیٹی سے کہو یا دن کو گریہ کرے یا رات کو روئے.
روایات میں وارد ہوا ہے کہ دنیا میں پانچ از خاص تھے جنہوں نے بہت زیادہ گریہ کیا پہلے حضرت آدم علیہ

السلام دوسرے یعقوب علیہ السلام تیسرا یوسف علیہ السلام اور چوتھی جناب زہرا سلام اللہ علیہا اور پانچویں جنابے امام سجاد علیہ السلام

حضرات زہرا سلام اللہ علیہ کا گریہ اپنے بابا کی جدائی کے لیے فقط نہیں تھا کیوں کہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا مقام تسلیم کے بلند ترین مرتبے پر فائز ہیں بلکہ بی بی کا گریہ اس لئے تھا کہ یہ اسلامی معاشرہ کیوں انحراف کی راہ پر چل پڑا ہے اس انحراف کے مقابلہ کے لیے بی بی کا اسلحہ یہی آنسو تھے اور یہی رونا ہی ولایت پر ظلم کرنے والوں کو برداشت نہیں ہوتا تھا کیوں کہ جناب زہرا اسی رونے کے ذریعے سے معاشرے کو شعور دیتی تھیں اور مظلومیت کو روشن فرماتی تھیں اس مطلب کا گواہ جناب زہرا کا وہ جملہ ہے جو اپنے ام المومنین ام سلمہ کو فرمایا تھا جب جناب ام سلمہ نے آپ سے حالات کا پوچھا؟

تو فرمایا: **أصبحت بين كمدٍ و كرمٍ فقد النّبي و ظلم الوصيّ هتك و الله حجابہ من أصبحت إمامته مقتضبة على غير ما شرع الله في التّنزيل و سنّها النّبي في التّأويل** میں نے صبح کی ہے حالانکہ اپنے آپ کو دو سخت ترین غموں میں پایا ۔

1. میرا جگر اپنے باا کی جدائی کی وجہ سے خون بن گیا ہے۔

2. اور میرا دل اس ظلم پر جو رسول اللہ کے وصی کے ساتھ کیا گیا نہایت غمگین و غصہ میں ہے خدا کی قسم امیر المومنین علی علیہ السلام کی توبین کی گئی آپ نے صبح کی در حالانکہ خلافت لوٹ گئی اور کتاب خدا اور سنت رسول کے خلاف رفتار اپنائی ہے اور میرا دل اس ظلم پر جو رسول اللہ کے وصی کے ساتھ ہوا ہے اس پر جل چکا ہے ، خدا کی قسم امیر المومنین کی عزت و حرمت کو پائمال کیا گیا ، امیر المومنین علیہ السلام صبح کو بیدار ہوئے کہ خلافت و امامت کو چھین لیا گیاتھا (49)

2. انصار کے گھر جانا .

بہت ساری روایات میں وارد ہوا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول اللہ کی رحلت کے بعد اور خلافت کے غصب ہونے کے بعد یہ کام کرتے تھے کہ ان علیا حمل فاطمة علی حمار و سار بها لیلا إلی بیوت الأنصار یسألهم النصرة و تسألهم فاطمة الانتصار له فكانوا یقولون یا بنت رسول الله قد مضت بیعتنا لهذا الرجل لو كان ابن عمك سبق إلینا أبا بكر ما عدلنا به فقال علي أ كنت أترك رسول الله ميتا في بيته لا أجهزه و أخرج إلی الناس أنازعهم في سلطانه و قالت فاطمة ما صنع أبو حسن إلا ما كان ينبغي له. فاطمة زہرا سلام اللہ علیہا کو ایک سواری پر سوار کرتے اور ساتھ مہاجرین کے گھروں کی طرف چل پڑتے اور ان کے دروازوں پر دستک دیتے اور ان لوگوں سے مدد طلب کرتے اور جناب فاطمہ زہرا بھی نصرت کا تقاضا فرماتیں، تو وہ لوگ جواب میں کہتے، کہ اب ہم نے ابو بکر بیعت کر لی ہے اگر علی علیہ السلام ان سے پہلے آتے اور بیعت کا تقاضا کرتے تو اس کی بیعت کرتے اب ہم ابوبکر کی بیعت سے ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔ یہاں پر حضرت علی فرماتے: آیا رسول اللہ کے جنازے کو چھوڑ دیتا اور خلافت اور سلطنت کے لئے لوگوں کے پاس جاکر جھگڑا کرتا؟؟ تو یہاں پر جناب زہراء فرماتی تھیں امیر المومنین نے وہ کام کیا ہے جو کرنا چاہئے تھا۔ (50)

3. اپنی جان سے امیر المومنین کا دفاع.

جب وہ لوگ امیر المومنین کو ایک غلام کی طرح مسجد کی طرف لے کر جا رہے تھے، **يَجْرُونَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَحَالَتْ فَاطِمَةُ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ بَعْلِهَا وَ قَالَتْ وَ اللَّهُ لَا أَدْعُكُمْ تَجْرُونَ ابْنَ عَمِّي ظَلَمًا،** (51) تو جناب زہراء ان لوگوں کے درمیان اور اپنے شوہر امیر المومنین کے درمیان حائل ہو گئیں اور فرمایا کہ میں ہرگز اپنے شوہر کو نہیں چھوڑوں گی کہ آپ اس طرح ظلم کے ساتھ اس کو لے جائیں تو یہاں پر قنفذ ملعون نے اپنے مولیٰ کے حکم سے بی بی کو ایک تازیانہ مارا جس سے بی بی کے شکم میں جو بچہ تھا وہ شہید ہو گیا اور بی بی بے ہوش ہو گئیں، جب ہوش آیا اور متوجہ ہوئیں کہ میرے شوہر کو وہ لوگ لے گئے ہیں تو بی بی نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا اور بچے کے سقط والا درد اور تازیانے والے درد کو بھول گئی اور خود کو مسجد تک پہنچایا امیر المومنین کے دامن کو تھاما اور اپنی طرف کھینچا انہوں نے جناب زہراء کے ہاتھ کو زور سے جدا کیا تو یہاں پر جناب زہرا نے فرمایا: **فَقَالَتْ لَهُمْ خَلُّوا عَنِ ابْنِ عَمِّي فَوَ الَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا أَبِي ص بِالْحَقِّ إِنْ لَمْ تُخَلُّوا عَنْهُ لَأَنْشُرَنَّ شَعْرِي وَ لَأَصْعَنَّ قَمِيصَ رَسُولِ اللَّهِ ص عَلَى رَأْسِي وَ لَأَصْرُخَنَّ إِلَى اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى.** (52) میرے شوہر کو چھوڑ دو اگر نہ چھوڑا تو خدا کی قسم جس نے محمد کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اپنے بالوں کو پریشان کروں گی اور اپنے سر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیض کو سر پر رکھوں گی اور غاصبین کے لئے بد دعا کروں گی۔

ایسے موارد جو قول و فعل سے مرکب ہیں۔

1. مطالبہ فدک.

جیسا کہ ہم نے پہلے فدک کی بحث میں یہ بات عرض کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کو فدک ہیہ فرمایا تھا۔ جیسے ہی خلیفہ اول اقتدار پر آئے تو انہوں نے یہ فدک فاطمہ زہرا سے غصب کر لیا تو جناب فاطمہ زہرا نے مسجد میں جاکر اس فدک کا مطالبہ کیا اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جو کہ خطبہ فدکیہ کے نام سے مشہور ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے فدک کا مطالبہ کیوں کیا؟؟؟

یہاں پر جناب آقای وحید خراسانی کا قول نقل کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا وہ بی بی تھیں جو جانتی تھیں کہ اپنے اہل بیت میں سب سے پہلے رسول اللہ کی ملاقات کریں گی اور رسول اللہ کے ساتھ ملحق ہو جائیں گی ایسا شخص مال دنیا کے لیے اور روٹی کیلئے پریشان نہیں ہوتا، اور اپنے بچوں کی بھوک اور پیاس کے لیے بھی پریشان نہیں ہوتا۔

زہرا وہ ہستی ہیں کہ جن کے بارے خداوند متعال قرآن میں فرماتا ہے **وَ يُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَ يَتِيمًا وَ أَسِيرًا**

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَ لَا شُكُورًا (53)

خود جناب زہراء بھی بھوکی رہتی ہیں اور اپنے بچوں کو بھی روٹی نہیں دیتی ان سے بھی روٹی لے کر یتیم مسکین اور قیدی کو دے دیتی ہیں ایسی خاتون دنیا کے لئے کیسے جاکر مطالبہ کرتی ہے۔

ایسی خاتون فقط فدک کے لیے مطالبہ نہیں کر رہی تھی، بلکہ بی بی کا مقصد یہ تھا کہ اگر آج خاتم النبیین

کی بیٹی کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے اور اس کو حق نہ دیا جائے تو کل امت کے حق کے ساتھ کیا ہو گا اور وہ کون ادا کرے گا؟؟ بی بی کا غم و رنج یہ تھا کہ اگر آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ پر ایسا شخص بیٹھا ہے جس کو وراثت کے احکام نہیں آتے، تو کل عمر بن خطاب بیٹھے گا جس کے بارے میں صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ عمر کو تیمم کے احکام کا بھی پتہ نہیں تھا، وہ اس مسند پر بیٹھے گا جو ختم المرسلین کی ہے اور اگر یہ بیٹھے تو اسکے بعد ولید بن عبدالملک بھی بیٹھے گا اور پھر ہارون اور مامون بھی بیٹھیں گے اس طرح بعثت انبیاء کا جو مقصد ہے وہ ختم ہو کر رہ جائے گا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فدک کا مطالبہ جیسا کہ ابن ابی الحدید اور اس کے استاد نے بھی اعتراف کیا ہے، یہ مطالبہ فقط اور فقط مالی لحاظ سے نہیں تھا بلکہ اس کا اصل ہدف سیاسی تھا اور یہ فقط ایک بہانہ تھا جس کے وسیلے سے بی بی زہرا یہ چاہتی تھی کہ خلافت کے حق کو واپس علی علیہ الصلاۃ و سلم کی طرف لوٹا دیں جو انکا حق ہے۔ (54)

2. حکام وقت سے ناراضگی۔

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا رحمت اللعالمین کی بیٹی ہیں اور ایسی بی بی ہیں کہ رسول اللہ فرماتے ہیں : **يَا فَاطِمَةُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيَغْضَبُ لِعِصْبِكَ وَ يَرْضَى لِرِضَاكِ** (55) اگر یہ ناراض ہو تو خدا بھی ناراض ہو جاتا ہے ایسی خاتون دنیا کے مال کے لیے کسی پر ناراض نہیں ہوتیں، جیسا کہ اوپر ذکر کیا ہے کہ گریہ ناراض ہوتا خدا ناراض ہوتا ہے اور خاتون راضی ہو جائیں تو خدا بھی راضی ہو جاتا ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ اس خاتون کی ناراضگی کسی اور وجہ سے تھی مال دنیا کے لیے نہیں تھی، اور وجہ وہی تھی جو جناب زہرا نے ام سلمہ کے جواب میں فرمایا تھا کہ وصی رسول اللہ کے ساتھ ظلم ہوا ہے جس کی وجہ سے مجھے بہت دکھ ہوا۔

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنی ناراضگی کا اظہار مختلف طریقوں سے کیا۔

جب وہ دونوں جناب زہرا سلام اللہ علیہ کی عیادت کے لیے آئیے پہلے جب اجازت مانگی تو پہلے اجازت نہیں دیم پھر ان نے حضرت امیرالمومنین کو سفارشی بنایا، پھر جب جناب زہرا کے پاس آئے اور بیٹھے تو جناب زہرا نے ان سے اپنا منہ پھیر لیا اور دیوار کی طرف کر لیا پھر انہوں نے سلام کیا تو جناب زہراء نے ان کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا پھر ابوبکر نے اس طرح گفتگو کا آغاز کیا، آئے رسول اللہ کی محبوب بیٹی خدا کی قسم رسول اللہ کے اہلبیت مجھے اپنے اہل بیت سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور آپ مجھے اپنی بیٹی عائشہ سے بھی زیادہ محبوب ہیں اے کاش جس دن آپ کے بابا اس دنیا سے چلے ہیں اس دن زندہ نہ ہوتا اور مر چکا ہوتا، آپ کو یہ گمان ہے کہ مجھے جب آپ کی فضیلت اور شرف کا پتا ہے تو آپ کو آپ کے حق سے محروم ہرکھوں گا؟ ورنہ اس ارث کے حصہ سے جو رسول اللہ کی طرف سے اب تک پہنچنا یا اس سے آپ کو روکوں گا؟؟؟

میں نے آپ سے فدک کو اس لیے لیا ہے کیونکہ میں نے خود رسول اللہ سے یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ فرما رہے تھے ہم جو کچھ چھوڑ کر جا ئیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

یہاں پر جناب زہرا نے فرمایا کہ آپ مجھے یہ بتاؤ گے اگر رسول اللہ کی حدیث آپ کے سامنے پڑھوں تو کیا اس کو پہچان لو گے اور اس پر عمل کرو گے، تو انہوں نے کہا ہاں۔ تو فرمایا:

فَقَالَتْ: نَشِدْتُكُمَا اللَّهُ أَلَمْ تَسْمَعَا رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: رِضَا فَاطِمَةَ مِنْ رِضَايَ، وَ سُخْطُ فَاطِمَةَ مِنْ سُخْطِي، فَمَنْ أَحَبَّ فَاطِمَةَ ابْنَتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَ مَنْ أَرْضَى فَاطِمَةَ فَقَدْ أَرْضَانِي، وَ مَنْ أَسْخَطَ فَاطِمَةَ فَقَدْ أَسْخَطَنِي؟ قَالَا: نَعَمْ سَمِعْنَاهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، قَالَتْ: فَإِنِّي أَشْهَدُ اللَّهَ وَ مَلَائِكَتَهُ أَنْكُمَا أَسْخَطْتُمَانِي وَ مَا أَرْضَيْتُمَانِي، وَ لئن

لَقِيتَ النَّبِيَّ لِأَشْكُونَكُمَا إِلَيْهِ. (56) میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتی ہو کہ آیا رسول اللہ سے یہ حدیث نہیں سنی کہ فرمایا: فاطمہ کی رضا میری رضا ہے اور فاطمہ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے فاطمہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔
تو یہاں پر ان دونوں نے کہا ہم نے رسول اللہ سے یہ حدیث سنی پھر اس کے بعد جناب زہرا نے فرمایا کہ میں خد اور اس کے فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ آپ دونوں نے مجھے ناراض کیا مجھے راضی نہیں کیا پیغمبر سے ملاقات کروں گی تو آپ کی شکایت کروں گی۔

مخفی دفن ہونا

اسی طرح بی بی کا مخفی دفن ہونا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ خاتون کتنی ناراض تھیں شیخ صدوق نے علل الشرائع میں ایک باب باب العلة التي من أجلها دفنت فاطمة بالليل و لم تدفن بالنهار کے عنوان سے لکھا ہے،
اس باب میں امام صادق علیہ السلام سے روایات نقل ہوئی ہیں کہ جس میں امام صادق فرماتے ہیں کہ: دُفِنَتْ فَاطِمَةُ ع بِاللَّيْلِ وَلَمْ تُدْفَنْ بِالنَّهَارِ قَالَ لِأَنَّهَا أَوْصَتْ أَنْ لَا يُصَلِّيَ عَلَيْهَا رَجُلٌ [الرَّجُلَانِ]۔ (57) فاطمہ زہرا کو رات میں دفن کیا گیا دن کو دفن نہیں کیا گیا اس لیے کہ جناب زہرہ نے وصیت کی تھی کہ وہ دو مرد میرے جنازے میں شریک نہ ہوں ، حالانکہ ابن عباس نے امیر المومنین کو مشورہ دیا تھا کہ میں لوگوں کو اطلاع دوں گا لیکن امیر المومنین نے ابن عباس کے مشورہ دینے کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا۔ لِرَأْيِكَ فَضْلُهُ، إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ) لَمْ تَزَلْ مَظْلُومَةً مِنْ حَقِّهَا مَمْنُوعَةً، وَ عَنْ مِيرَاثِهَا مَذْفُوعَةً،..... فَإِنَّهَا وَصَّتْنِي بِسِتْرِ أَمْرِهَا. (58)
رسول اللہ کی یہ بیٹی ہمیشہ سے مظلوم رہی ہے اور اپنے حق سے بھی اس کو منع کیا گیا اور اس کی میراث کو بھی چھین لیا گیا پھر امیر المومنین نے فرمایا کہ فاطمہ زہرہ نے مجھے ایسی وصیت کی کہ میرے معاملہ یہیں کفن و دفن کو مخفی رکھنا
اس مخفی دفن ہونے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب فاطمہ زہرا جب یہ بھی نہیں چاہتی کہ یہ لوگ میرے جنازے میں شریک ہو کتنی ناراض تھیں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیبیاں کا ناراض ہونا دنیا کے مال کی خاطر نہیں تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا ہے بیبی کیلئے یہ مخفی دفن ہونا اتنا اہم تھا کہ جناب زہرا نے علی علیہ السلام کو فرمایا اگر آپ میرے اس معاملے کو یعنی دفن کو مخفی نہیں رکھ سکتے تو میں کسی اور کو وصیت کروں گی کہ وہ مجھے مخفی دفن کرے .. (59)

1 شیرازی ، ناصر مکارم ،پیام قرآن مقدمہ ج ۹

2 تحف العقول ص ۷۹۱ ابن شعبہ حرانی ترجمہ صادق حسن زادہ انتشارات آل علی ج ۱۲ سال ۱۳۸۹

3 الامالی شیخ صدوق ابن بابویہ، ناشر کتابچی تہران ۱۳۷۶ ششم۔ ص ۱۳۵

4 الکافی ج ۱ ص ۲۵۹ کلینی محمد بن یعقوب دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۴۰۷ چاپ چہارم ،ہشت جلدی،

ونہج البلاغہ مصحح صبحی صالح خطبہ ۲۰۲ ص ۳۱۹

5 سورہ مبارکہ، حج 38

6 ہستانی، فواد افرام، ترجمہ ، مہیار، رضا، فرہنگ ابجدی فارسی و عربی ج 1 ص 996 ناشر اسلامی تہران، سال

چاپ 1376.

6 فراہیدی، خلیل بن أحمد، کتاب العین ج 5 ص 81 انتشارات اسوہ، 1383، چاپ دوم

7 خطبہ فدکیہ قذف اخاہ لہواتہا

8 ہمان اخا ابن عمی دون رجالکم

9 رسا ترین دادخواہی و روشنگری ص 64، 65 مصباح یزدی. انتشارات موسسہ امام خمینی قم 1392. اول

10 خطبہ فدکیہ .

11 تحقیق درباره زندگی ام ابیہا ص 246 سید محمد کاظم قزوینی ترجمہ احمد صالحی چ دوم 1386 نشر محمد.

12 خطبہ فدکیہ .

13 القرآن

14 طریحی، فخر الدین، مجمع البحرین ج 5 ص 283، انتشارات مرتضوی، سوم 1375.

15 شیرازی. مکارم برترین بانوی جہان ص 51، انتشارات سرورچاپ چہاردہم، سال 1386 ش

16 تاریخ سیاسی صدر اسلام، کتاب سلیم ابن قیس ہلالی، ترجمہ افتخار زادہ محمود رضا انتشارات رسالت قلم، تہران، ص 314، 1377، اول

17 قادری، محمد تقی، من فاطمہ ہستم ص 64 انتشارات کوثر کویر، چاپ اول، سال 1392 ش.

18 . ناسخ التاریخ، میرزا محمد تقی سپہر، ج 3، ص 122، کتابفروشی اسلامیہ، 1354، چ سوم

19 برترین بانوی جہان ص 52

20 سورہ منافقون آیہ 8

21 شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، عبد الحمید بن بہ اللہ، ج 16 ص 236، 20 جلدی ناشر مکتبہ آیہ اللہ مرعشی نجفی، قم سال 1404 اول

22 . شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، عبد الحمید بن بہ اللہ، ج 16 ص 284، 20 جلدی ناشر مکتبہ آیہ اللہ مرعشی نجفی، قم سال 1404 اول

23 رسا ترین دادخواہی و روشنگری ص 152 مصباح یزدی. انتشارات موسسہ امام خمینی قم 1392. اول

24 رسا ترین دادخواہی و روشنگری، ص 64

25. کفایہ الاثر فی النص علی الائمہ اثنا عشر، ص 199، خزاز رازی، علی ابن محمد، ناشر بیدار 1401

26 شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، مکتبہ آیت اللہ مرعشی ج 16، ص 211؛ 20 جلدی چاپ، اول 1404 و

ہمچنین منہاج البراعہ خوئی، حبیب اللہ 21 جلدی ج 20 ص 97 مکتبہ الاسلامیہ تہران 1400 چہارم

27 بخشی از خطبہ فاطمہ زہرا علیہا السلام (س) در مسجد مدینہ، رک: الاحتجاج، احمد طبرسی، مشہد، نشر مرتضیٰ اوّل 2 جلدی، 1403 ق، ج 1، ص 99؛

28 الامامہ و التبصرہ من الحیرہ، ابن بابویہ، علی ابن الحسین، ص 1 ناشر مدرسہ الامام المہدی، قم سال 1404 چاپ اول .

29 کفایہ الاثر فی النص علی الائمہ اثنا عشر، ص 199، خزاز رازی، علی ابن محمد، ناشر بیدار 1401.

30 فرازی از خطبہ فدکیہ

31 . اسکا معنی یہ ہے کہ شاعر یا کاتب شروع میں کچھ ایسے مطالب کو ذکر کرتا ہے کہ سننے والے کو پتہ چل

- جاتا کہ اسکا موضوع اور مقصد کیا ہے یعنی کس موضوع پر اشعار کو تیار کیا ہے یا کونسا موضوع کتاب میں درج ہے۔
- 32 رسا ترین دادخواہی و روشنگری ص 36
- 33 فراز از خطبہ مشہور فدکیہ ترجمہ از رسا ترین دادخواہی و روشنگری ص 56
- 34 ہمان
- 35 خطبہ بہ زنان انصار و مہاجرین معانی الاخبار، صدوق ابن بابویہ، محمد ابن علی دفتر انتشارات اسلامی، 1403 اول، ص 256
- 36 ترجمہ معانی الاخبار محمدی شہرودی، عبد العلی، دار الکتب الاسلامیہ، تہران 1377 چاپ دوم ج 2 ص 336
- 37 بحار الانوار، محمد باقر مجلسی، ج 43، ترجمہ روحانی علی آبادی، محمد، انتشارات مہام تہران 1379 ص 581
- 38 ہمان ص 831
- 39 احتجاج طبرسی، احمد بن علی ناشر مرتضی، مشہد، 1403 چاپ اول ج 1 ص 106
- 40 احتجاج طبرسی ص 108
- 41 کفایہ الاثر فی النص علی الآئمہ اثنا عشر، ص 199، خزاز رازی، علی ابن محمد، ناشر بیدار 1401.
- 42 کتاب سلیم ابن قیس، ناشر الہادی قم، 1405، اول ج 2 ص 864
- 43 مازندرانی، محمد بن علی، مناقب لآل ابی طالب، ناشر علامہ، 1379 چاپ اول، ج 2 ص 205
- 44 رنج ہای و فریاد ہای فاطمہ، شیخ عباس قمی، ترجمہ محمد محمدی اشتہاردی ص 240 انتشارات ناصر چہارم 1370
- 45 الامالی شیخ مفید، محمد بن محمد، ناشر کنگرہ شیخ مفید، 1413 قم، قول ص 50 المجلس السادس.
- 46 کفایہ الاثر فی النص علی الآئمہ اثنا عشر ص 199 ترجمہ پیشوایان ہدایت، ج 3، ص: 231 گروہ مؤلفان، مجمع جہانی اہل بیت (ع)، 1427 ہ. ق، اول
- 47 امالی شیخ طوسی محمد بن الحسن دار الثقافہ ج 1، ص 204، قم 1414 چاپ اول ترجمہ پیشوایان ہدایت، ص 232
- 48 فاطمہ الگو زن مسلمان، احمد صادقی اردستانی ص 173 دفتر تبلیغات اسلامی و
- 49 ابن ابی الحدید ج 6 ص 13، بحار الانوار ج 28 ص 352.
- 50 نوادر الاخبار فیما یتعلق باصول الدین، فیض کاشانی، محمد محسن بن شاہ مرتضی، مؤسسہ مطالعات و تحقیقات فرہنگی، تہران، 1371 ش، اول ص 183
- 51 الاحتجاج طبرسی ج 1 ص 86
52. سورہ مبارکہ انسان
- 53 حلقہ وصل رسالت و امامت، خراسانی، وحید، ص 64، ناشر باقر العلوم، قم. چاپ ششم، 1393
- 54 لامالی، ابن بابویہ، محمد بن علی، کتابچی، تہران، 1376 ش، ششم ص 384
- 55 منہاج البراعہ خوئی، ج 19 ص 181
- 56 علل الشرائع، ابن بابویہ، محمد بن علی، تعداد جلد، 2، کتاب فروشی داوری، قم، 1385 ش، اول ج 1 ص 185

57 لامالی (للطوسی)، طوسی، محمد بن الحسن، دار الثقافة، قم، 1414 ق، اول ص 156

58 حلقه وصل رسالت و امامت وحید خراسانی ص 70

منابع.

1. القرآن.

2. نهج البلاغه.

3. خطبه فدکیه .

4. ابن بابویه، محمد بن علی، علل الشرائع، تعداد جلد، 2، کتاب فروشی داوری، قم، 1385 ش، اول

5. ابن بابویه، علی ابن الحسین، الامامه و التبصره من الحیره، ناشر مدرسه الامام المهدی، قم، 1404 ه، اول .

6. ابن بابویه، محمد ابن علی، معانی الاخبار، ترجمه، محمدی شاپرودی، عبد العلی، دفتر انتشارات اسلامی،

1403 اول

7. ابن بابویه، محمد بن علی، لامالی، کتابچی، تهران، 1376 ش، ششم

8. ابی الحدید، عبد الحمید بن به الله، شرح نهج البلاغه، 20 جلدی ناشر مکتبه آیه الله مرعشی نجفی، قم سال

1404 اول

9. اردستانی، احمد صادقی، فاطمه الگو زن مسلمان، دفتر تبلیغات اسلامی

10. بستانی، فواد افرام، ترجمه، مهیار، رضا، فرینگ ابجدی فارسی و عربی، ناشر اسلامی تهران، سال چاپ 1376.

11. ترجمه پیشوایان هدایت، گروه مؤلفان مجمع جهانی اهل بیت (ع) 1427 ه. ق اول

12. خراسانی، وحید، حلقه وصل رسالت و امامت، ناشر باقر العلوم، قم. چاپ ششم، 1393

13. خزاز رازی، علی ابن محمد، کفایه الاثر فی النص علی الائمه اثنا عشر، ناشر بیدار 1401.

14. خوئی، حبیب الله، منهاج البراعه، 21 جلدی مکتبه الاسلامیه تهران 1400 چهارم

15. راغب اصفهانی، حسین بن احمد، مفردات فی غرایب القرآن، ناشر ذوالقربی، 1416 ق 1375 ش. ذیل کلمه

دفع و دفاع

16. سپهر، میرزا محمد تقی، ناسخ التاریخ، کتابفروشی اسلامی، 1354، چ سوم

17. شیخ طوسی، محمد بن الحسن، امالی، دار الثقافة، قم 1414 چاپ اول

18. شیخ مفید، محمد بن محمد، الامالی، ناشر کنگره شیخ مفید، 1413 قم، المجلس السادس.

19. شیرازی، مکارم، برترین بانوی جهان، انتشارات سرور، چاپ چهارم، 1386

20. طبرسی، احمد، الاحتجاج، مشهد، نشر مرتضی، اول، جلدی، 1403 ق .

21. طریحی، مخر الدین، مجمع البحرین، انتشارات مرتضوی، سوم 1375.

22. فراہیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، انتشارات اسوه، 1383، چاپ دوم

23. فیض کاشانی، محمد محسن بن شاه مرتضی، نوادر الاخبار فیما يتعلق باصول الدین، مؤسسه مطالعات و

تحقیقات فرہنگی، تهران، 1371 ش، اول

24. قادری ، سید محمد تقی، من فاطمه ہستم ، انتشارات کوثر کویر، چاپ اول ، سال 1392
25. قزوینی ، سید محمد کاظم، تحقیق درباره زندگی ام ابیہا، ترجمہ احمد صالحی، چ دوم 1386 نشر محمد.
26. قمی، شیخ عباس ،رنج ہای و فریاد ہای فاطمہ ، ترجمہ محمد محمدی اشتہاردی ، انتشارات ناصر چہارم
1370

27. کمپانی، فضل اللہ مفاطمہ زہراء فاطمہ زہرا، انتشارات مفید، چ اول ، 1386،
28. مازندرانی، محمد بن علی، مناقب لآل ابی طالب ، ناشر علامہ، 1379 چاپ اول
29. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ، ج 43، ترجمہ روحانی علی آبادی، محمد، انتشارات مہام تہران 1379
30. ہلالی، سلیم ابن قییس ،تاریخ سیاسی صدر اسلام ، کتاب سلیم ابن قییس ،ترجمہ افتخار زادہ ،محمود رضا
انتشارات رسالت قلم ، تہران، 1377، اول
31. ہلالی، سلیم ابن قییس کتاب سلیم ابن قیس ، ناشر الہادی قم، 1405، اول
32. یزدی ، مصباح، رسا ترین دادخواہی و روشنگری ، انتشارات موسسہ امام خییہ قم 1392. اول